مشفق خواجہ*

ثاقب لکھنوی کی بیاضیں

غیر مطبوعہ کلام اور کلام پر اصلاحیں

(قسط اول)

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

گلشن میں کہیں بوئے دم ساز نہیں آتی
اللہ رے سناٹا آواز نہیں آتی

باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

چل اے ہمدم ذرا ساز طرب کی چھیڑ بھی سن لیں
اگر دل بیٹھ جائے گا تو اٹھ جائیں گے محفل سے

دعائیں دیں مرے بعد آنے والے میری وحشت کو
بہت کانٹے نکل آئے مرے ہمراہ منزل سے

ان اشعار اور ان جیسے متعدد اشعار کے خالق کی حیثیت سے ثاقب لکھنوی کو بیسویں صدی کے لکھنوی شعرا میں جو شہرت حاصل ہوئی ، اس کی بنا پر وہ محتاج تعارف نہیں ۔ لیکن ثاقب لکھنوی کا کارنامہ یہی نہیں کہ انھوں نے اردو کو چند ایسے شعر دیے جو گزشتہ نصف صدی سے زبان زد خاص و عام ہیں ، بلکہ ان کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے غالب کے بعد کی اردو غزل ، خصوصاً لکھنؤ کی اردو غزل میں مریضانہ روایت پرستی اور سطحیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو ایک نئے آہنگ اور لب و لہجہ سے روکنے کی کوشش کی ۔ بیسویں صدی کی اردو غزل میں مزاج کی جو تبدیلی نظر آتی ہے ، وہ بڑی حد تک ثاقب ہی کی کوششوں کا

---

* ۳ ۔ ڈی ۔ ۹/۲۶ ناظم آباد ، کراچی ۱۸ ۔

نتیجہ ہے ۔ انھوں نے ایک طرف تو ناسخ اور اُس مقلدوں کے اثر کو کم کیا اور دوسری طرف میر اور غالب سے فیض حاصل کرکے غزل کو بے روح تقلید کی چہار دیواری سے نکالا اور اُسے حقیقی زندگی کی کھلی فضا میں لے آئے ۔

ثاقب کے آبا و اجداد ایران کے رہنے والے تھے[۱]۔ اُن کا خاندان تقریباً سوا دو سو برس پہلے ترک وطن کرکے ہندوستان آیا اور آگرے میں سکونت پذیر ہوا ۔ اسی شہر میں ثاقب ۲ جنوری ۱۸۶۹ء کو پیدا ہوئے ۔ اُن کا اصل نام میرزا ذاکر حسین اور والد کا نام آغا محمد عسکری قزلباش عرف میرزا محمد حسین ہے ۔ ثاقب کی عمر چھے ماہ کی تھی کہ اُن کے والد آگرے سے لکھنؤ چلے آئے ، اور پھر یہیں کے ہوکر رہ گئے ۔

ثاقب نے فارسی عربی کی تعلیم لکھنؤ میں حاصل کی ۔ انگریزی تعلیم کے لیے انھیں آگرے بھیجا گیا ۔ وہاں سینٹ جانس کالج میں داخلہ لیا ۔ ۱۸۸۷ء سے ۱۸۹۱ء تک وہ آگرے میں رہے ۔ یہاں ان کی ملاقات میر مومن حسین صفی (شاگرد ذکی مرادآبادی) سے ہوئی ۔ صفی اپنے دور کے ممتاز شاعر ، انشا پرداز اور ماہر فن تھے ۔ ان کی قربت سے ثاقب کے ادبی ذوق کی جلا ہوئی ۔

۱۸۹۱ء میں ثاقب لکھنؤ واپس آئے ۔ کچھ دنوں تجارت کا شغل کیا ، پھر کلکتہ جا کر سفیر ایران کے پرائیویٹ سیکریٹری ہوگئے ۔ ۱۹۰۸ء میں لکھنؤ واپس آئے اور ریاست محمود آباد کے میر منشی مقرر ہوئے ۔ یہ عہدہ برائے نام تھا ، بغیر کام کے پچاس روپے ماہوار تنخواہ ملتی تھی ۔ اسی قلیل تنخواہ پر ثاقب نے ساری زندگی بسر کر دی ۔

ثاقب کی شاعری کا آغاز تیرہ چودہ برس کی عمر میں ہوا ۔ گزشتہ صدی کے آخر تک اُن کا شمار لکھنؤ کے ممتاز شاعروں میں ہونے لگا ۔ کلکتے سے واپسی کے بعد اُن کی شہرت لکھنؤ تک محدود نہ رہی اور اُن کے کلام سے پورے برصغیر میں دلچسپی لی جانے لگی ۔

ثاقب کا انتقال ۲۶ نومبر ۱۹۴۶ء کو ہوا ۔ ثاقب نے آخری ایام زندگی میں اپنا قطعۂ تاریخ وفات خود لکھا تھا ۔ یہ اتفاق ہے کہ اُسی سال اُن کا انتقال بھی ہوگیا ۔ یہ قطعہ غیر مطبوعہ ہے اور آیندہ اوراق میں (بیاض : ۱- اندراج : ۲۴) میں درج کیا گیا ہے ۔

"دیوان ثاقب" ریاست محمود آباد کے دارالتصنیف و التالیف کی طرف سے

۱- ثاقب کے حالات دیوان ثاقب میں شامل تعارفی مضامین سے اخذ کیے گئے ہیں ۔

۱۹۳۶ء میں شائع ہوا تھا۔ اس کا تاریخی نام ''تجلائے شہاب ثاقب'' (۱۳۵۵ھ) ہے۔ اس میں انیسویں صدی کے آخری چند برسوں سے لے کر دیوان کے زمانۂ طباعت تک کا کلام ہے۔ لیکن یہ اس وقت تک کا سارا کلام نہیں ہے۔ کلام کا ایک حصہ تو ضائع ہوگیا تھا اور بہت سا کلام ثاقب نے دیوان میں شامل نہیں کیا۔

دیوان کی طباعت کے بعد ثاقب دس برس تک زندہ رہے۔ اس دوران میں بھی انھوں نے بہت کچھ کہا۔ اس کلام کا بہت کم حصہ رسائل میں شائع ہوا اور باقی غیر مطبوعہ رہا۔

ثاقب نے اپنا تمام مطبوعہ و غیر مطبوعہ کلام متعدد بیاضوں میں لکھ رکھا تھا۔ ایک خاندانی روایت کے مطابق ثاقب کی وفات کے وقت اس قسم کی پندرہ بیس بیاضیں موجود تھیں۔ اب صرف چھے بیاضوں کی موجودگی کا راقم الحروف کو علم ہے۔ ایک بیاض، ثاقب کے پوتے میرزا جاوید ثاقب (لکھنؤ) کے پاس ہے، اور پانچ بیاضیں میرزا جاوید کی ہمشیرہ سہیل فاطمہ (بیگم شفیق حسن زیدی، کراچی) کی تحویل میں ہیں۔ اس وقت یہی پانچوں بیاضیں راقم الحروف کے پیش نظر ہیں۔

ثاقب کی شاعری سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے یہ بیاضیں بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ ان میں نہ صرف یہ کہ ثاقب کا بہت سا غیر مطبوعہ کلام ہے، بلکہ ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ثاقب ہمیشہ اپنے کلام کو بہتر سے بہتر بنانے کی فکر میں رہتے تھے۔ بیاضوں میں کثرت سے اصلاحیں اور ترمیمیں ملتی ہیں۔ یہ اصلاحیں اور ترمیمیں ثاقب کے ذہنی و فنی ارتقا کو سمجھنے میں بڑی مدد دیتی ہیں۔

دیوان ثاقب میں جو غزلیں شامل ہیں، ان میں سے متعدد غزلوں کے ابتدائی متن ان بیاضوں میں موجود ہیں۔ ان متنوں میں متعدد اشعار ایسے ہیں جنھیں ثاقب نے دیوان میں شامل نہیں کیا۔ بیاضوں میں غیر مطبوعہ نظمیں، قصیدے اور قطعات تاریخ بھی ہیں۔ ان بیاضوں سے یہ انکشاف بھی ہوتا ہے کہ ثاقب نے سیاسی موضوعات اور بعض سیاسی شخصیات پر بھی لکھا ہے۔

ثاقب اور مولانا سید سبط حسن میں گہرے مراسم تھے۔ اس بنا پر لکھنؤ کے بعض لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ ثاقب خود شاعر نہیں ہیں بلکہ وہ مولانا سے لکھواتے ہیں[۱]۔ اس الزام کی حقیقت بھی ان بیاضوں سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ ان میں بہت سا کلام مولانا سید سبط حسن کی وفات (۱۳۵۴ھ) کے بعد کا ہے۔

۱۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: بیسویں صدی کے لکھنوی ادیب اپنے تہذیبی پس منظر میں، از مرزا جعفر حسین، لکھنؤ ۱۹۷۸ء، ص ۵-۱۰۴۔

اور پھر ان بیاضوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ثاقب نے اپنے کلام پر جتنی محنت کی ہے ، اتنی کوئی غیر شاعر کر ہی نہیں سکتا ۔

آیندہ اوراق میں بیاضوں کے مندرجات کی تفصیل پیش کی جا رہی ہے ۔ بیاضوں میں جس قدر غیر مطبوعہ کلام ہے ، درج کیا گیا ہے اور اصلاحوں اور ترمیموں کی نشان دہی بھی کر دی گئی ہے ۔ غیر مطبوعہ سے مراد وہ تمام کلام ہے جو دیوان میں شامل نہیں ۔ ممکن ہے ایک آدھ نظم یا غزل کسی رسالے میں شائع ہوئی ہو ، لیکن یہ یقینی ہے کہ زیر بحث کلام کا بڑا حصہ پہلی مرتبہ منظر عام پر آ رہا ہے ۔ آیندہ اوراق میں جہاں کہیں لفظ ''دیوان'' استعمال کیا گیا ہے ، اس سے مراد دیوان مطبوعہ ہے ، جس کا مفصل حوالہ اوپر درج کیا جا چکا ہے ۔

بیاض : ۱

۳۴، اوراق کی یہ بیاض $\frac{1}{2}$۱۵ × $\frac{1}{2}$۱۰ سم سائز کی ہے ۔ کاغذ سفید لکیردار ہے ۔ ہر صفحے پر ۱۹ ہلکی لکیریں ہیں ۔ اوراق جلد سے الگ ہو چکے ہیں ۔ تحریری مواد کی سطور غیر معین ہیں ۔ کسی صفحے پر چھ سطریں ہیں ، اور کسی پر سولہ ۔ صفحات ۱ تا ۶ ، ۲۰ ، ۶۴ تا ۵۶ سادہ ہیں ۔ مندرجات کی تفصیل یہ ہے :

۱۔ ص ۸-۷ ۔ غیر مطبوعہ غزل :

جلوۂ حسن ترا برق تجلی ہو کر
سامنے آ گیا ہر آنکھ کا پردا ہو کر

رک : حاشیہ ۱ ۔

۲۔ ص ۹ ۔ غیر مطبوعہ ''قطعہ تاریخ ولادت با سعادت امیر زادہ محمد امیر محمد خان بہادر مہین پور ، ریاست محمود آباد و ریاست بلہرا ، عمرش دراز باد و اقبالش بلند''۔

عنوان $\frac{\text{رفیع بخت}}{\text{۱۳۶۲ ہجری}}$ تاریخی ہے

ولی عہد کے دیدار روح پرور سے
خنک ہیں رانی کی آنکھیں کہ دل کا چین ہے یہ
مبارک اس کی ولادت ہو راجہ صاحب کو
کھپا جو سب کی نظر میں وہ نور عین ہے یہ
ضیائے عارض تاباں پہ کیجیے جو نگاہ
اجالا گھر کا ریاست کی زیب و زین ہے یہ

نہ کیوں ہو جلوہ نما شان حسن مردانہ
ازل کے دن سے نظر کردۂ حسین ہے یہ
ترانہ سنج سن عیسوی ہے یوں ثاقب
کہ نور عین جہاں ذوالریاستین ہے یہ

۱۹۴۳ عیسوی

یہ قطعہ بیاض : ۳ (اندراج : ۵۸) میں بھی ہے -

۳- ص ۱۰ - غیر مطبوعہ قطعۂ تاریخ پیدائش :

عطا نمود خدائے قدیر اے ثاقب
براجہ صاحب من نور چشم ہم جم جم
جناب راجہ امیر احمد ستودہ صفات
ملک خصال جہاں داور سپہر حشم
مبارکش بود این نونہال گلشن جاہ
ولی عہد ریاست عزیز مصر کرم
زہے کرشمۂ قدرت کہ بہر سال مسیح
خود ایں خجستہ گہر، خضر عمر، عیسیٰ دم
بمہد شد متکلم مسیح وار و بگفت
مراد جان و دل و ذوالریاستین منم

۱۹۴۳ء

یہ قطعہ : بیاض ۳ (اندراج : ۵۹) میں بھی ہے -

۴- ص ۱۱ - غیر مطبوعہ غزل :

دل ہے شیدا غموں کی آفت کا
میں ہوں مارا ہوا محبت کا

رک : حاشیہ ۲

۵- ص ۱۲-۱۳ - غیر مطبوعہ غزل :

جبیں ہے سجدہ گزار اُس کے آستانے کی
رہین عشق ہوں عادت ہے سر جھکانے کی

رک : حاشیہ ۳

۶- ص ۱۴-۱۵ - غیر مطبوعہ غزل بعنوان ''درد دل'' :

فرو کرنا ہے مشکل اس خزاں آثار طوفاں کو
سراسیمہ کیا ہے جس نے ارباب گلستاں کو

رک : حاشیہ ۴

۷- ص ۱٦ - غیر مطبوعہ غزل :

تجھے کچھ وہی شخص پہچانتا ہے
جو اپنی حقیقت کو خود جانتا ہے

رک : حاشیہ ۵

۸- ص ۱۸-۱۷ - غیر مطبوعہ نظم ''ہمت'' - رک : حاشیہ ٦

۹- ص ۲۰-۱۹ - غیر مطبوعہ غزل :

دوئی کا نام مٹ جائے جہاں سے
اگر اٹھ جائے پردہ درمیاں سے

رک : حاشیہ ۷

۱۰- ص ۲۱ - غزل :

کھنچا دل مردمک کے روبرو معلوم ہوتا ہے
بجائے اشک آنکھوں میں لہو معلوم ہوتا ہے

آٹھ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۱۵٦ پر ہے - اس کے سب شعر بیاض میں ہیں - ذیل کے دو مصرعوں میں لفظی اختلافات ملتے ہیں :

شعر ۴ - مصرعہ ۲ ، دیوان : مجھے اک جام مے اور اک سبو معلوم ہوتا ہے
بیاض : مری آنکھوں میں اک جام اک سبو معلوم ہوتا ہے
شعر ۸ - مصرعہ ۱ ، دیوان : بلائے عشق کی ذلت میں رونا ترک ہو کیوں کر
بیاض : بلائے عشق کی ذلت میں ثاقب کیوں نہ ہوں گریاں

یہ غزل بیاض : ۴ (اندراج : ۲۱) میں بھی ہے -

۱۱- ص ۲۲ - غزل :

دل سے جھگڑا کس لیے بیکار پیدا کیجیے
توڑ کر شیشے کو کیوں تلوار پیدا کیجیے

پانچ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۲۵-۲۲۴ پر ہے - اس کے سب شعر بیاض میں ہیں - یہ غزل بیاض : ۳ (اندراج : ۱۷) میں بھی ہے -

۱۲- ص ۲۴-۲۳ - غزل :

جب میں کہتا ہوں کوئی وصل کا ساماں نہ ہوا
کان میں آتی ہے آواز کہ جی ہاں نہ ہوا

سولہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۵۸-۵۷ پر ہے - بیاض میں تیرہ شعر ہیں - دیوان کے تین شعر (شمارہ ۱ ، ۹ ، ۱۲) بیاض میں نہیں ہیں -

۱۳- ص ۲۵ - غزل :

ملتا جو کوئی ٹکڑا اس چرخ زبرجد میں
پیوند لگا دیتا میں نفس مجرد میں

نو شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۱۱۱ پر ہے - اس کے سب شعر بیاض میں ہیں - ذیل کے ایک مصرعے میں لفظی اختلاف ملتا ہے -

شعر ۴ - مصرعہ ۱ ، دیوان : گو خاک کا پتلا ہوں لیکن کوئی کیا سمجھے
بیاض : - - - - - - - - - کوئی کیا جانے

یہ غزل بیاض : ۳ (اندراج : ۴۱) ۴ (اندراج : ۲۰) اور ۵ (اندراج : ۳۶) میں بھی ہے -

۱۴- ص ۲۷-۲۶ ، غزل :

دیر ہوئی کہ آسماں برسر اختلاف ہے
ایک مجھی پہ ہے عتاب سب کی خطا معاف ہے

یہ غزل دیوان میں ص ۱۶۲-۱۶۱ پر ہے اور ۲۱ شعروں پر مشتمل ہے - یہ سب شعر بیاض میں بھی ہیں - یہ غزل بیاض : ۲ (اندراج : ۱۸) اور ۳ (اندراج : ۷۰) میں بھی ہے -

۱۵- ص ۲۹-۲۸ ، غزل :

کیا تعجب گر کوئی غم خوار دنیا میں نہ تھا
درد میرے دل میں تھا اور میرے اعضا میں نہ تھا

سولہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۶-۵ پر ہے - بیاض میں دس شعر ہیں - دیوان کے چھ شعر (شمارہ ۵ ، ۷ ، ۸ ، ۱۰ ، ۱۲ ، ۱۳) بیاض میں نہیں -

۱۶- ص ۳۱-۳۰ ، غزل :

لاغری سے اک ورق ہوں دفتر تاثیر میں
جان پڑ جائے جو کام آئے تری تصویر میں

انیس شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۹۹-۹۸ پر ہے - دیوان کے دس شعر (شمار : ۲ ، ۳ ، ۶ ، ۹ ، ۱۰ ، ۱۵ تا ۱۹) بیاض میں نہیں ہیں - بیاض میں ذیل کے چھے شعر غیر مطبوعہ ہیں :

آگ یہ کیسی لگی ہے سینۂ دل گیر میں
چھالے آتے ہیں نظر آئینۂ تقدیر میں

طالع بد کی نحوست کا نہ تھا کوئی علاج
سامنے آیا جو لکھا تھا مری تقدیر میں

چپ رہا تا حشر زخمی ہو کے لیکن آ گئی
میری خاموشی سے گویائی زبان تیر میں

رنگ الفت چاہتا ہے مٹ کے بھی اپنی نمود
کوہکن کا خون لہراتا ہے جوئے شیر میں

خود پرکھ لیں اہل فن شاید نظر آئے کہیں
فرق ثاقب کی زباں میں اور زبان میر میں

وائے محرومی خدنگ ناز آتا تھا کہ دل
ہو کے ٹکڑے اڑ گیا کوسوں ہوائے تیر میں

آخری شعر بعد میں حاشیے پر اضافہ کیا گیا ہے ۔ ذیل کے ایک مصرعے میں لفظی اختلاف ملتا ہے ۔

شعر ۱۷ ۔ مصرعہ ۱ ، دیوان : آہیں کرتا جا کہ زور ناتوانی ہے بہت
بیاض : نالے کرتا جا - - - - - - -

یہ غزل بیاض : ۲ (اندراج : ۳۴) اور ۳ (اندراج : ۳۲) میں بھی موجود ہے ۔

۱۷ ۔ ص ۳۳-۳۲ ، غزل

آپ بھی ہم سے کسی عنوان ہنستے بولتے
کیا نہیں انسان سے انسان ہنستے بولتے

تیرہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۲۱۸-۲۱۹ پر ہے ۔ اس کے دو شعر (شمار : ۳ ، ۶) بیاض میں نہیں ۔ ایک مصرعے میں لفظی اختلاف ملتا ہے :

شعر ۹ ۔ مصرعہ ۲ ، دیوان : دل میں آ جاتے ہیں کچھ ارمان ہنستے بولتے
بیاض : - - - - ہیں سو ارمان - - - -

یہ غزل بیاض : ۵ (اندراج : ۱۴) میں بھی ہے ۔

۱۸ ۔ ص ۳۵-۳۴ ، غزل :

دل سے میں کہہ رہا ہوں تجھ پر ہوا فدا میں
دل مجھ سے کہہ رہا ہے او بے خبر چلا میں

انیس شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۹۵-۹۴ پر ہے ۔ اس کے نو شعر بیاض میں نہیں ہیں (شمار : ۲ ، ۷ ، ۹ ، ۱۱ ، ۱۳ ، ۱۶ تا ۱۸) ۔ بیاض میں گیارہ شعر ہیں ۔ ذیل کا شعر غیر مطبوعہ ہے :

ویرانۂ قفس میں باتیں کروں تو کس سے
اگلے سے سننے والے ہوتے تو بولتا میں

ذیل کا مصرعہ :

دل کی جراحتوں کے مرہم کہاں سے لاؤں

بیاض میں پہلے اس صورت میں تھا :

زخم دل و جگر کے مرہم - - - -

یہ غزل بیاض : ۲ (اندراج : ۲۰) اور ۴ (اندراج : ۳۶) میں بھی ہے -

۱۹- ص ۳۶ ، غزل :

سحر کو بھی مری محفل میں برہمی نہ ہوئی
تمام رات ہوئی ، درد میں کمی نہ ہوئی

نو شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۱۸۹ پر ہے - اس کے آٹھ شعر بیاض میں ہیں - دیوان کا تیسرا شعر بیاض میں نہیں - یہ غزل بیاض : ۴ (اندراج : ۷) میں بھی ہے -

۲۰- ص ۳۸-۳۷ - غیر مطبوعہ غزل :

نیرنگ حسن چشم حقیقت نگر میں ہے
راز نہاں ازل کا دل باخبر میں ہے

آہ و فغاں سے میری مرا گھر خطر میں ہے
لرزہ سا پچھلی رات سے دیوار و در میں ہے

مہمان درد دل ہے مجھے یہ لحاظ و پاس
درد اس خیال میں ہے کہ وہ اپنے گھر میں ہے

[اس شعر کا مصرعہ اول پہلے اس صورت میں تھا :
مہمان ہے درد عشق مجھے اس کا ہے لحاظ]

چنگاریاں آڑیں جو پھریری قفس میں لوں
ڈرتا ہوں دل کی آگ مرے بال و پر میں ہے

دنیا کو پاسداریٔ الفت سے کیا غرض
سودا جنون عشق کا میرے ہی سر میں ہے

درس فنا ہے صاحب ادراک کے لیے
دم بھر کی یہ نمود جو برق و شرر میں ہے

خوش اس ادا سے ہوں کہ دل حسن آشنا
پامال غم بھی ہے تو تری رہ گزر میں ہے

اے ہم نشیں مجھے کسی کروٹ نہیں قرار
اک پھانس سی چبھی ہوئی قلب و جگر میں ہے

کون و مکاں کی سیر تماشائے حسن و عشق
عالم کا جو طلسم ہے میری نظر میں ہے

اے ضبط غم سنبھل کہ اب آئی لبوں تک آہ
دب جائے گی کہ بات ابھی گھر کی گھر میں ہے
آساں نہیں ہیں عشق کی دشوار منزلیں
بڑھتا ہے جو قدم وہ رہ پرخطر میں ہے
دکھلائے اپنی ذات کو سب سے بزرگ تر
یہ ذہنیت ازل سے مزاج بشر میں ہے
پرتو فگن جو دل میں ہے ثاقب جمال دوست
نادیدہ شان حسن کی میری نظر میں ہے

اس غزل کے شروع میں یہ عبارت ہے : ''مشاعرہ سہارنپور دہم ماہ اکتوبر '' سنہ کے ہندسے بیاض کے کرم خوردہ ہونے کی وجہ سے ضائع ہوگئے ہیں - اس بیاض کے شروع میں ۱۹۴۳ء کے دو قطعات تاریخ ہیں (اندراج : ۲ و ۳) اور آخر میں جولائی ، ستمبر اور اکتوبر ۱۹۴۴ء کی غزلیں ہیں (اندراج : ۲۹ ، ۳۶ ، ۳۷) - اس لیے گمان غالب ہے کہ یہ غزل ۱۹۴۴ء ہی کی تصنیف ہوگی -

۲۱- ص ۳۹ - اس صفحے پر فردوسی کے تین شعر اور ذیل کی مثل لکھی ہے :

ایک ڈاڑھی مان منوہر ایک ڈاڑھی ٹھڈو
ایک ڈاڑھی خلق فضیحت ایک ڈاڑھی بھبو

۲۲- ص ۴۰ - غیر مطبوعہ خمسہ تاریخ :

''تاریخ وفات مولوی سید احمد حسین الموسوی سابق پروفیسر کالج اعلی اللہ مقامہ'' :

وہ ادیب کامل فن ، وہ لبیب نکتہ داں
حکمت آگیں جس کی باتیں ، مستند جس کی زباں
اٹھ گیا اس دہر کی مہماں سرا سے ناگہاں
شب کو پھر سال تھا ثاقب سے رضواں کا بیاں
خلد کے گلزار میں ہیں مولوی احمد حسین

۱۳۶۰ ہجری

یہ تاریخ وفات بیاض : ۳ (اندراج : ۴۲) اور بیاض : ۵ (اندراج : ۵۹) میں بھی ہے -

۲۳- ص ۴۱ - غیر مطبوعہ غزل :

نالوں میں کیا اثر ہو کہ دل خوں چکاں نہیں
فریاد ہم صفیر کی میری فغاں نہیں

دم بھر کی خوش دلی نے بھی چھوڑا نہ غم کا ساتھ
گلشن میں ہے بہار ، مرا آشیاں نہیں

مجبور راز عشق سے ہوں ورنہ اے ندیم
کہنے کی بات ہے کہ مرا دل تپاں نہیں

آخری شعر کے مصرع اول میں ''خاموش'' لکھا تھا ، اسے قلمزد کرکے ''مجبور'' لکھا گیا۔

۲۴- ص ۴۳ ، غیر مطبوعہ قطعۂ تاریخ :

اپنے مرنے کی تاریخ اپنی کہی ہوئی

میں اس دنیا میں آیا جس گھڑی سے   یہ دل آفت کی منزل ہے جبھی سے
ستتر سال کی روداد ہستی   کہوں اس جاں کنی میں کیا کسی سے
حیات چند روزہ کا نتیجہ   رہ حق میں گزر جاتا ہے جی سے
قیامت میں شفاعت کی ہے امید   نبی سے ، آل طٰہٰ سے ، علی سے

مبارک ہے مسیحی سال رحلت
چھٹا ثاقب عذاب زندگی سے
۱۹۴۶ عیسوی

یہ قطعہ بعد میں پنسل سے قلم زد کر دیا ہے - اسی صفحے کے حاشیے پر ذیل کا شعر لکھا ہے :

مری ناؤ اس غم کے دریا میں ثاقب
کنارے پہ آ ہی لگی بہتے بہتے

یہ شعر جو بعد میں قلمزد کر دیا گیا ہے ، دیوان میں ص ۱۶۸ پر موجود ہے - مذکورہ قطعہ بیاض : ۳ (اندراج : ۴۷) میں بھی ہے -

۲۵- ص ۴۵-۴۴ : غیر مطبوعہ غزل :

دل ہے مہماں کدہ ہر آفت کا
میں ہوں مارا ہوا محبت کا

ان صفحات پر یہ غزل دو مرتبہ لکھی گئی ہے - رک : حاشیہ ۲

۲۶- ص ۵۸-۵۷ ، غزل :

عجب کہ آپ شناسا نہیں ہیں تربت کے
ابھی تو ابھرے ہوئے نقش ہیں محبت کے

پندرہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۱۷۷-۷۸ پر ہے - بیاض میں تیرہ شعر ہیں - دیوان کے دو شعر (شمار : ۲ و ۱۲) بیاض میں نہیں - ایک جگہ ذیل کا

اختلاف ملتا ہے :

شعر ۱۳ - مصرع ۱ ، دیوان : میں سن چکا دل و بلبل کی بحث بے جا ہے

بیاض : - - - چکا گل و بلبل - - - - - - - -

یہ غزل بیاض : ۲ (اندراج : ۵۳) میں بھی ہے -

۲۷- ص ۶۰-۵۹ ، غزل :

بڑے شباب پہ درد فراق و مستی ہے
نہ ہو شراب تو پھروں گھٹا برستی ہے

گیارہ شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۸۰-۱۷۹ پر ہے - بیاض میں دس شعر ہیں - دیوان کا دوسرا شعر بیاض میں نہیں - یہ غزل بیاض : ۳ (اندراج : ۴۵) میں بھی ہے -

۲۸- ص ۶۰ - غیر مطبوعہ غزل :

یہ شان حسن محبت میں آشکار رہے
کہ اپنے دل پہ مجھے کچھ تو اختیار رہے

کھلے نہ آنکھ جو تاراج ظلم ہو گلشن
خزاں کی گود میں سوتی ہوئی بہار رہے

سکوں نصیب حقیقت میں ہے وہ قلب حزیں
تمھاری یاد میں ہر دم جو بے قرار رہے

مزہ ہے میکدۂ عشق میں عبادت کا
سجود حق میں رہے بھی تو بادہ خوار رہے

یہ غزل قلم زد کی گئی ہے -

۲۹- ص ۶۱ - غیر مطبوعہ اشعار :

کمی ہو جبر میں الفت بروئے کار رہے
خود اپنے دل پہ مجھے کچھ تو اختیار رہے

فروغ بزم کی خاطر یہ رسم دنیا ہے
کہ ہنسنے والے ہنسیں ، شمع اشکبار رہے

ان اشعار کے شروع میں یہ لکھا ہے : ”مشاعرۂ دیوبند ۱۸ ماہ جولائی ۴۴ء“ -

۳۰- ص ۶۲-۶۱ ، غیر مطبوعہ غزل :

مشاعرۂ جانسٹھ

بارگاہ حسن میں تحفے کے قابل دیکھ کر
عشق نازاں ہے مری رعنائی دل دیکھ کر

حادثات دہر چونکاتے ہیں میٹھی نیند سے
بے حسوں کو منزل ہستی میں غافل دیکھ کر

حال دل سے ہوگئے آگاہ میرے غم گسار
کچھ لہو کی سی جھلک اشکوں میں شامل دیکھ کر

فکر آسانی کجا دل ہو رہا ہے باغ باغ
خار زار عشق کی دشوار منزل دیکھ کر

حال درد عشق نا اہلوں سے کہنا ہے فضول
یہ فسانہ چھیڑ دل والوں کی محفل دیکھ کر

ڈوب جائیں گے کنارے پر یہ تھا کس کو خیال
اہل کشتی مطمئن تھے قرب ساحل دیکھ کر

روح بالیدہ ہے ہاتھوں بڑھ رہا ہے دل مرا
اک جہان ظلم کو اپنے مقابل دیکھ کر

کون لا سکتا ہے میرے خون شدہ دل کے سوا
کوئی گلدستہ تری محفل کے قابل دیکھ کر

عشق کی تاثیر سے ہوں منفعل ثاقب کہ آج
وہ جگر تھامے رہے اپنا، مرا دل دیکھ کر

۳۱- ص ۶۳ ، دو شعر :

میرے قاتل پر بھی اک وقت آ پڑا
قتل کرنے کے لیے جھکنا پڑا

اس زمین میں ثاقب نے صرف دو شعر کہے ہیں - یہ دونوں دیوان (ص ۷۶)
میں بھی ہیں -

۳۲- ص ۶۳ ، غزل :

پھول سا قلب ہے اور صبر کی سل رکھتا ہوں
جب تو کہتا ہے زمانہ کہ میں دل رکھتا ہوں

تین شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۱۱۹ پر ہے اس کے - تینوں شعر بیاض
میں ہیں -

۳۳- ص ۶۴-۶۳ ، غزل :

امتحاں کا وقت پھر اے دیدۂ تر آ گیا
آفتاب حشر نیزے کے برابر آ گیا

چار شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۳۷ و ۲۴۰ پر ہے - یہی چار شعر بیاض میں بھی ہیں -

۳۴- ص ۶۵-۶۴ ، غزل :

ظرف کم ظرفی سے بھر سکتا نہیں
پانی چلو میں ٹھہر سکتا نہیں

دس شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۱۱-۱۱۰ پر ہے - اس کے سب شعر بیاض میں ہیں -

۳۵- ص ۶۵ ، غزل :

ظلم اپنوں پر جفا جو کس لیے
اے فلک شبنم کے آنسو کس لیے

سات شعروں کی یہ غزل دیوان میں ص ۱۹۴ پر ہے - اس کے سب شعر بیاض میں ہیں - یہ غزل بیاض : ۲ (اندراج : ۲۶) میں بھی ہے -

۳۶- ص ۶۶ ، غیر مطبوعہ قطعہ :

برائے جشن سلور جوبلی جامعہ ملیہ دہلی - محررہ ۷ ماہ اکتوبر ۴۴ء - نمبر ۶ اورک روڈ - نئی دہلی -

جمال شاہد معنی کا جلوا دیکھتے جاؤ
بر آئی اہل ہمت کی تمنا دیکھتے جاؤ
ریاضت کا ہے بست و پنج سالہ عمر کی ثمرہ
ہماری جانگسل محنت کا نقشا دیکھتے جاؤ

۳۷- ص ۶۸-۶۷ ، غیر مطبوعہ غزل :

مشاعرۂ ہردوئی بستم ماہ ستمبر ۴۴ء

دلِ پُر داغ جو رو کش تھے گلستانوں کے
دامنوں میں وہ چراغ آج ہیں ویرانوں کے

گرمیاں رنگ بیاں میں ہیں جن افسانوں کے
تذکرے ہیں وہ ہمیں سوختہ سامانوں کے

دیکھ لو دیدۂ تر کا مرے سیلاب سرشک
یوں تو افسانے سنا کرتے ہو طوفانوں کے

جھک کے پھر سجدۂ در سے یہ اُٹھے فرقِ نیاز
ناتواں دب گئے تھے بوجھ سے احسانوں کے

فیض تھا آپ کے قدموں کا کہ بے شمع و چراغ
گنجِ پنہاں نظر آنے لگے ویرانوں کے

آرزوئیں تھیں کہ ہر شخص کے ہوں زیبِ گلو
چاک ہونا تھا مقدر میں گریبانوں کے

وہ شناور ہوں جسے دیکھ کے بحرِ غم میں
منہ پھرے جاتے ہیں امڈے ہوئے طوفانوں کے

کوئی خاطر سے پلاتا ہے تو پی لیتے ہیں
گدیہ گر ہم نہیں ، خوش باش ہیں مے خانوں کے

بندشیں طولِ امل کی ہیں قیامت اے دل
پھنس نہ جانا کہیں جنجال میں ارمانوں کے

غم گساری کی توقع تو کجا حال یہ ہے
لوگ سائے سے حذر کرتے ہیں دیوانوں کے

اے خوشا زورِ توکل کہ قناعت والے
رہنِ منت ہیں نہ اپنوں کے نہ بیگانوں کے

سوزِ غم پھونک کے دل اُف نہیں کرنے دیتا
جو ہیں شمعوں کے وہی حال ہیں پروانوں کے

خونِ دل صرفِ غمِ عشق ہوا ، کیا کرتا
چہرے اُترے ہوئے دیکھا کیا مہمانوں کے

پرتوِ حسن سے ہیں ظاہر و باطن یکساں
دل کی تمثال ہیں نقشے ترے حیرانوں کے

آدمی نام کے ہم ہیں بھی تو کیا ہیں ثاقب
ذی شرف وہ ہیں جو مصداق ہیں انسانوں کے

(باقی)